بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۃ الحرمین

حافظ عبدالحمید عامر

"یحمل ھذا العلم من کلّ خلف عدولہ...!

تحریری مجاذیر پر توجہ دینے کی شدید ضرورت!

ایک خطبۂ جمعہ میں ایک سوال کا جواب دیا جا رہا تھا کہ دوسرا تحریری سوال ہوا:

"ہم اگر آپ کے بیان کردہ مسائل کو درست تسلیم کر کے ان پر عمل پیرا ہوتے ہیں، تو کیا یہ تقلید نہیں؟ بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ بھی تقلید ہے، لہٰذا تقلید کے بغیر تو کوئی چارہ کار ہی نہیں ــــ وضاحت فرمائیں!"

یہ وضاحت ہو رہی تھی کہ اختتامی کلمات کے وقت ایک اور رقعہ ملا، جس میں یہ تحریر تھا کہ ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں:

"بھینس کے دودھ اور دہی وغیرہ کی حلّت وحرمت کے سلسلہ میں قرآن و حدیث خاموش ہیں، یہ مسئلہ صرف فقہ سے حل ہوتا ہے کہ بھینس کا دودھ حلال اور اس کا دہی وغیرہ بنانا جائز ہے ــــ اگر فقہ کو نہ مانا جائے گا تو ایسے بہت سے مسائل میں ہمیں راہنمائی نہیں مل سکتی ــــ یہ سوال اہلحدیثوں پر قرض ہے، دیکھتے ہیں یہ قرضہ کون چکاتا ہے؟"

دوسرے خطبۂ جمعہ میں کتاب وسنّت کی حجیت و دوام، ان کی وسعت و ہمہ گیری، نیز فقہ کے اصل مقام وحیثیت پر بطورِ تمہید روشنی ڈالی گئی، جس سے سامعین اس نتیجہ پر پہنچے کہ مذکورہ سوال ایک جاہلانہ سوال تھا اور یہ کہ بات اس تمہید سے ہی سمجھ میں آگئی ہے ــــ اس کے باوجود اتمامِ حجت کی خاطر تیسرے خطبۂ جمعہ میں اصل سوال کا براہِ راست، تفصیلی، قرآن وحدیث کے حوالے سے جواب دیا گیا ــــ حتیٰ کہ

سننے والوں نے اظہارِ اطمینان کیا، تاہم نمازِ جمعہ کے فوراً بعد تین مختلف اشخاص کی طرف سے تین مضامین کے فوٹو سٹیٹ پیش کیے گئے:

۱۔ "ولایتِ نکاح کا مسئلہ" از جسٹس تنزیل الرحمان، جس میں ولی کے بغیر بالغہ لڑکی کو نکاح کا اختیار دیا گیا ہے — قطع نظر اس سے کہ اس کے نتائج کیا برآمد ہوں گے اور کتنے ہی لاینحل مسائل اس سے اٹھ کھڑے ہوں گے!

۲۔ "میلاد النبیؐ — قرآن و حدیث کی روشنی میں" از پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری (مطبوعہ روزنامہ پاکستان) جس میں عید میلاد کا جواز ثابت کرنے کے لیے قرآنِ مجید کی آیات سے کھیلنے کی ناپاک جسارت کی گئی ہے!

۳۔ ایک مطبوعہ کتاب میں اس سوال کا انتہائی احمقانہ جواب کہ "شاہ اسماعیل شہید جو رفع یدین کے مسئلہ میں لاجواب ہو کر خاموش ہو گئے تھے، وہ کیا واقعہ ہے؟

مذکورہ واقعات چند ہی دنوں کے اندر صرف ایک مسجد میں پیش آئے — نہ جانے ایسے کتنے مضامین ہزاروں اشخاص کو متاثر کرنے کے بعد ان کی گمراہی کا باعث بنتے ہوں گے اور ایسے کتنے ہی سوالات بے شمار ذہنوں کو اس لیے پریشان رکھتے ہوں گے کہ عقیدۂ اتباعِ کتاب و سنّت کے حامل ہونے کے باوصف، کتاب و سنّت پر یہ حملے ان کے لیے ناقابلِ برداشت بھی ہیں اور اس تشکیک و اضطراب کو دور کرنے کے لیے وہ حقیقتِ حال سے آگاہی بھی حاصل کرنا چاہتے ہیں، تاکہ اپنے اطمینان کے علاوہ وہ دفاع عن القرآن والحدیث کا فریضہ بھی اپنی استطاعت کی حد تک ادا کر سکیں — سوال یہ ہے کہ یہ آگاہی انہیں کون مہیا کرے گا؟ بالخصوص ان حالات میں کہ جن لوگوں کو "العلماء ورثۃ الانبیاء" کا مصداق بن کر پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دینا تھا، وہ خود ہی براہِ راست کتاب و سنّت پر حملہ آور ہو چکے ہیں — ظاہر ہے یہ چیلنج صرف اور صرف حاملینِ کتاب و سنّت علماء کو ہے جن کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"یحمل ھذا العلم من کلّ خلف عدولہ' ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاھلین۔" (مشکوٰۃ باب الاعتصام)

بالکتاب والسنّۃ)

"کہ اس علم کتاب وسنّت کے حامل ہی کتاب وسنّت سے غالیوں کی تحریفات، باطل پرستوں کی تکذیبات اور جاہلوں کی تاویلات کو دور کریں گے"!

آج قحط الرجال کے اس دور میں بھی ایسے حاملین کتاب وسنّت قابل ترین علماء کی کمی نہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق یہ فریضہ سرانجام دے سکتے ہیں ــــ مگر افسوس کہ ان کی ایک کثیر تعداد اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہیں کر رہی، چنانچہ "ما انا علیہ واصحابی" کی مصداق جماعتِ حقہ میں چند گنے چنے افراد کے قلم کی سنسناہٹ کے سوا تحریری محاذ پر بالعموم خاموشی طاری ہے ــــ یہ چند سطور ایسے ہی علماء کو توجہ دلانے کے لیے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی غلط نہیں ہوسکتی، آج اگر یہ علماء اپنی ذمہ داری کو نہیں پہچانیں گے تو اللہ رب العزت اپنے دین کی خدمت کے لیے ان کے سوا دوسروں کو منتخب فرمالیں گے، لیکن ظاہر ہے کہ اندریں صورت وہ خود اس سعادت سے محروم رہیں گے جو ان کے حق میں کچھ نیک فال نہیں ہوگی ــــ پس حالات کی سنگینی، مسلکی تڑپ، دینی حمیت اور خود ان علماء کی فوز وفلاح کا بھی یہ تقاضا ہے کہ وہ سستی ومداہنت ترک کرکے میدان میں اتریں اور وقت کا چیلنج قبول کرتے ہوئے لوگوں کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیں ــــ ساتھ ہی ساتھ مدیرانِ جامعات سے بھی یہ درخواست ہے کہ وہ طلباء کو فنِ تقریر و تدریس کے علاوہ فنِ تحریر سے روشناس کرانے کی طرف بھی بالخصوص توجہ دیں اور ایک باقاعدہ مضمون کی حیثیت سے اسے شاملِ نصاب کریں ــــ نیز گاہے بہ گاہے انعامی تقریری مقابلوں کے علاوہ انعامی تحریری مقابلے منعقد کروائے جائیں جو ابتدائی طور پر جامعات کی سطح پر ہوں اور پھر ملکی سطح پر، تاکہ اس محاذ پر بھی خاطر خواہ پیش قدمی ہوسکے ــــ وما علینا الا البلاغ!